اللہ کے نام پر

جاوید چوہدری

8اکتوبر2006روزنامہ ایکسپریس

ان کی بات حیران کن تھی۔ میں نے ہمیشہ انہیں خیر کے کاموں سے دور دیکھا تھا۔ان میں وہ تمام عیب موجود تھے جنہیں شریعت عیب سمجھتی ہے۔،ان کے محلے کے کسی شخص نے انہیں کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔وہ سال میں پانچ بار تھائی لینڈ جاتے تھے۔کرکٹ کے سیزن میں جواء کھیلتے اور کھلاتے تھے اور شراب ان کیلئے پانی کی حیثیت رکھتی تھی۔ان کے تمام احباب انہیں ''پریکٹیکل'' کہتے ہیں۔وہ زندگی کے تمام معاملات میں عملیت پسند انسان ہیں۔وہ افسروں،سیاستدانوں اور ماتحتوں کے ساتھ براہ راست سودے بازی کرتے ہیں۔ان کا کہنا تھا''جب تک کوئی آفسر رشوت نہ لے اس وقت تک آپ اس کے وعدے پر یقین نہ کریں''۔وہ ہمیشہ حکومتی پارٹی میں شامل رہے ہیں۔بے نظیر بھٹو کے دور میں وہ پیپلز پارٹی میں تھے۔نواز شریف کے دور میں وہ پکے مسلم لیگی تھے۔12 اکتوبر کے بعد وہ فوج کے ڈسپلن اور محبّ الوطنی کے گن گاتے تھے۔2002ء کے بعد وہ ق لیگ کے سرگرم رکن بن گئے اور آج کل وہ ایک بار پھر پیپلز پارٹی کی تعریف کررہے ہیں۔ہم سب دوست انہیں''وقت کی آواز'' کہتے ہیں لیکن کل انہوں نے ایک ایسی بات کہی جس نے میرے جسم کی آخری رگیں تک ہلا کر رکھ دیں،وہ گزشتہ روز میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے سرگوشی میں کہا''میرے پاس ایک لاکھ روپے ہیں،اگر تمہاری نظر میں کوئی مستحق فیملی ہو تو میں یہ رقم اسے دینا چاہتا ہوں''۔میں نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔وہ مسکرائے اور سر جھکا کر بولے''میں نے جوانی میں محنت کر کے ایک دکان خریدی تھی،یہ دکان میری حق حلال کی کمائی تھی۔میں نے یہ دکان کرائے پر چڑھا رکھی ہے۔میں اس کا کرایہ جمع کرتا رہتا ہوں اور رمضان میں یہ رقم ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتا ہوں''۔میری حیرت میں اضافہ ہوگیا۔وہ مزید بولے''میری باقی ساری دولت مشکوک ہے،میں دل سے اسے پاک رزق نہیں سمجھتا۔لہٰذا میں اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہوئے ڈرتا ہوں لیکن میری یہ جائیداد سو فیصد حلال اور پاک ہے چنانچہ میں نے اسے اللہ کے بندوں کیلئے وقف کر رکھا ہے۔تم مہربانی فرما کر مجھے چند

ضرورت مند تلاش کر دو،،

وہ چلے گئے لیکن اپنے پیچھے سوچ کی ایک لمبی لکیر چھوڑ گئے۔ میں نے سوچا ہمارے ملک کے تمام لوگوں میں خدا ترسی، انسانیت اور اللہ تعالیٰ کا خوف موجود ہے۔ ہم میں سے ہر شخص اپنی ہمت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہتا ہے۔ یہ اس معاشرے کا ایک دوسرا پہلو ہے۔ پچھلے دنوں میری ڈاکٹر امجد ثاقب سے ملاقات ہوئی، ڈاکٹر امجد ثاقب آب زم زم کی طرح اُجلے اور آئینے کی طرح شفاف انسان ہیں۔ وہ سول سروس میں ڈی ایم جی گروپ میں تھے۔ شہباز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے تو وہ ان کے سیکرٹری تھے۔ سول سروس سے وہ پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں گئے اور وہاں انہوں نے ''اخوت'' کے نام سے ایک معجزاتی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کا آغاز ایک دلچسپ واقعہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست سلیم رانجھا نے انہیں دس ہزار روپے دیئے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ دس ہزار روپے لاہور کی ایک خاتون کو بطور قرض دے دیئے۔ اس قرض سے پاکستان کی پہلی بلا سود مائیکروفنانس تحریک کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی تنظیم لاہور اور اب راولپنڈی میں انتہائی ضرورت مند لوگوں کو بلا سود قرضے دیتی ہے۔ قرضہ لینے والی خواتین اور حضرات اس رقم سے کاروبار کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی قسطوں میں یہ قرضہ واپس کرتے ہیں۔ اس تنظیم نے لاہور اور راولپنڈی میں کمال کر دیا۔ اس وقت 12 ہزار سے زائد لوگ اس تنظیم سے مستفید ہو چکے ہیں جبکہ اخوت لوگوں کو 14 کروڑ روپے سے زائد رقم بطور قرض دے چکی ہے۔ یہ 14 کروڑ روپے اہل ثروت نے اخوت کو دیئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب پاکستان میں ڈاکٹر یونس بن کر ابھر رہے ہیں جبکہ اخوت ''گرامین'' بینک کی طرح معاشرے کی جڑوں تک پہنچ رہی ہے۔ اخوت دنیا کے تمام مائیکروفنانس اداروں سے بہتر کام کر رہی ہے۔ میں واپس ڈاکٹر امجد ثاقب کی طرف آتا ہوں۔ میری ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر صاحب نے عجیب بات بتائی۔ انہوں نے بتایا پاکستان کا شمار خیرات کرنے والے پانچ بڑے ممالک میں ہوتا ہے۔ اس وقت دنیا کے 140 ممالک میں خیرات کا سسٹم موجود ہے۔ پاکستانی اپنی فی کس آمدنی کے لحاظ سے دنیا میں خیرات کرنے والے لوگوں میں پانچویں نمبر پر آتے ہیں۔ پاکستان میں 1998 میں 70 ارب روپے خیرات کیے جاتے تھے۔ آج 2006 میں یہ رقم 150 ارب روپے تک پہنچ چکی ہے۔ ڈاکٹر

صاحب کا کہنا تھا لوگوں کا یہ جذبہ حیران کن بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ میں ان کی بات پر بھی حیران رہ گیا۔

ڈاکٹر امجد ثاقب نے مجھے پاکستانی معاشرے کا ایک نیا پہلو دکھایا۔ ہم روزانہ اس معاشرے کا سیاپا کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اس ملک اس معاشرے میں ہزار ہزار کیڑے نظر آتے ہیں لیکن ہم نے کبھی اس معاشرے کے ان چیتھڑوں کے پیچھے جھانک کر نہیں دیکھا۔ ہم نے کبھی اس معاشرہ کا صاف، شفاف اور معطر جسم نہیں دیکھا۔ یہ ملک تضادات کا عجیب مجموعہ ہے۔ اس ملک میں جہاں کرپشن، لاقانونیت، ہیرا پھری اور زبردستی ہے۔ اس ملک میں جہاں فوج سپریم پاور ہے۔ اس میں جہاں ق لیگ جیسی سیاسی سوچ کی بہتات ہے۔ اس میں جہاں ''یوٹرن'' سب سے بری سفارتکاری ہے اور اس پر جہاں رچرڈ آرمیٹج جیسے لوگ حکومت کر رہے ہیں وہاں اس ملک میں خدا ترسی، رحم، خدمت اور محبت کا ایک نہ نظر آنے والا نظام بھی موجود ہے۔ اس ملک میں اس وقت 8100 چھوٹے بڑے دربار ہیں اور ان درباروں پر چوبیس گھنٹے لنگر چلتا ہے اور ہزاروں لاکھوں لوگ ان لنگروں سے مفت کھانا کھاتے ہیں۔ یہ لنگر کیسے چل رہے ہیں، ان کیلئے آٹا، دالیں، چاول، گھی، چینی اور گوشت کہاں سے آتا ہے۔ آج تک کسی کو یہ سمجھ نہیں آسکی۔ ہمارے ملک میں دنیا کی سب سے بڑی ''پاورٹی لائن'' ہے۔ پاکستان میں اس وقت سات کروڑ لوگ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ لوگ کیسے زندہ ہیں؟ دنیا کے بڑے بڑے ماہرین آج تک اس کا اندازہ نہیں لگا سکے۔ یہ سات کروڑ لوگ اہل خیر اور اہل ثروت کی خدا ترسی سے زندہ ہیں۔ اس ملک میں ایسے لاکھوں ہاتھ ہیں جو رات کے اندھیرے میں آگے بڑھتے ہیں اور لاکھوں ضرورت مندوں کی مدد کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور دوسرے ہاتھ تک کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ اس ملک میں ایسے سینکڑوں ہزاروں ہسپتال، سکول، مدرسے، مساجد اور یتیم خانے ہیں جو صاحبان ثروت کی امداد دے چل رہے ہیں۔ اس ملک میں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جو بھوکا سوتا ہو اور شاید ہی کوئی ایسا مریض ہو جسے دوا نہ ملتی ہو اور اس ملک میں شاید ہی کوئی ایسا ضرورت مند ہو جس تک اللہ تعالیٰ کا غیبی ہاتھ نہ پہنچتا ہو۔

اس ملک میں کوئی خفیہ نظام موجود ہے جو لوگوں کی امید کا دھاگہ نہیں ٹوٹنے دیتا، جوان

کی زندگی کو گلوکوز دیتا رہتا ہے۔ ہم لوگ کتنے بدقسمت ہیں ہمیں اس ملک کو توڑنے، لوٹنے اور خراب کرنے والے تو نظر آتے ہیں لیکن اس ملک اور اس ملک کے لوگوں کو سہارا دینے والے اور خدمت کرنے والے دکھائی نہیں دیتے۔ ہم چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے لعل نہیں دیکھ سکتے۔ میرے ایک دوست کہا کرتے ہیں ''جب تک ہمارے ملک میں داتا صاحب اور حضرت بری امام کے لنگر چل رہے ہیں، جب تک ہم لوگ اللہ کے نام پر اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے رہیں گے یہ ملک قائم رہے گا''۔